عنزت عمرو بن احمر باہلی اور ان کا دیوان

احمد خان

مرو بن احمر باہلی رضی اللہ عنہ[1] اہل دبر[2] کے مخضرمی[3] شاعر تھے۔ ان کی زندگی کا کچھ حصہ
ر زیادہ حصہ اسلام میں گزرا ہے۔ ان کے نسب نامے میں کچھ اختلاف ہے۔ حضرت
یدؓ کی قیادت میں رومیوں کے خلاف لڑے۔ انہی جنگوں میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو
ر صحابہ میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اسلام لانے کے
سے شعر کہے ہیں۔ خلفائے راشدین کے علاوہ خالد بن ولیدؓ کی بھی مدح میں اشعار لکھے ہیں۔
کی بنا پر یزید بن معاویہؓ سے ناراض ہو گئے تھے، چنانچہ ان کی ہجو لکھی[4]۔ یزید نے پکڑنے کی

ت زندگی مندرجہ ذیل کتب میں ملتے ہیں: الاصابة فی تمییز الصحابہ۔ المؤتلف و
تلف للآمدی۔ معجم الشعراء للمرزبانی۔ الشعر والشعراء لابن قتیبة۔ طبقات
ل الشعراء لابن سلام، فحولة الشعراء للأصمعی۔ جمهرة أشعار العرب لأبی زید
رشی۔ خزانة الأدب لعبد القادر بن عمر البغدادی۔ الأعلام للزرکلی۔ سمط اللآلی۔
ب الأغانی لأبی الفرج الاصفہانی۔ الموشح فی مآخذ العلماء علی الشعراء۔ للمرزبانی۔

ل وبر: خیمہ نشین وہ لوگ جو کسی شہر میں نہیں بلکہ خیموں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور جانور
اکرتے تھے۔

نضرمی: وہ شاعر جو دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام دونوں زمانے پا سکے۔

ل ہجو کا ایک شعر ہے ؎

إذا ما جعلت السرّ بيني وبينه　　فليس على قتلي يزيد بقادرِ

(معجم ما استعجم للبکری ط القاهرة ۱۹۴۵م ص ۲۳۲)

کوشش کی مگر اس کے ہاتھ نہیں آئے۔

اگرچہ ان کی پیدائش اور وفات کے سنین کا صحیح علم نہیں، تاہم اتنا واضح ہے کہ ابنِ احمر نے یزید بن معاویہ کے عہد (۶۰ھ - ۶۴ھ) کے بعد وفات پائی اور نوّے سال سے کچھ زیادہ ہی عمر ہوئی۔ عبدالملک بن مروان (ابتداء حکومت ۶۵ھ) کی خلافت کے ابتدائی حصے میں بھی بقیدِ حیات تھے۔ غالباً اسی بنا پر خیرالدین زرکلی کا خیال ہے کہ ان کا انتقال ۶۵ ہجری کے لگ بھگ ہُوا۔ مقامِ پیدائش اور مقامِ وفات بھی معلوم نہیں ہو سکے۔ کچھ اشارے ملتے ہیں کہ آخری عمر میں جزیرۃ العرب ہی میں مقیم تھے۔

افسوس کہ اس عظیم شاعر اور بطلِ جلیل کی زندگی کے حالات بہت کم یاب ہیں۔ ممکن ہے مزید چھان بین سے ان کی حیات پر کچھ روشنی پڑ سکے۔ یہ صاحب اپنے قبیلہ کے مختلف پڑاؤ، اور جنگوں وغیرہ کا ذکر اپنے اشعار میں کرتے ہیں، جن سے اس وقت کے حالات پر کچھ معلومات میسّر آجاتی ہیں۔

ابن احمر ایک بڑے شاعر تھے۔ اگرچہ وہ اجنبی اور شاذ (غریب) الفاظ اپنے کلام میں زیادہ استعمال کرتے تھے پھر بھی ان کی فصاحت، ناقدانِ شعر اور اہلِ لغت کے نزدیک مسلّم ہے۔ ابن جنی نے اپنی کتاب "الخصائص" کے باب فی الشیئ یسمع من العربی الفصیح لا یسمع من غیرہ میں ابن احمر باہلی کے ارتجال اور فصاحت پر بڑی طویل بحث کی ہے۔ اس بحث کے آخر میں فیصلہ کن انداز میں ابن جنی کہتے ہیں:

فان الاعرابی اذا قویت فصاحته وسمت طبیعته تصرّف وارتجل مالم یسبقه احدٌ قبله به۔[۵]

(ایک بدوی جب قوتِ بیان اور جوشِ طبیعت پر آجاتا ہے تو زبان میں تصرف کر کے بے محابا الیسا رنگ اختیار کر لیتا ہے جس کی مثال اس سے ماقبل والوں میں نہیں ملتی۔)

ابن احمر باہلی کی قوتِ بیان اس درجہ پر تھی کہ انھوں نے کئی الفاظ بے ساختہ اپنے اشعار میں نظم کر دیئے جو بعد میں عربی زبان کے جزو لاینفک بن گئے۔ اس طرح کا ارتجال و بے ساختگی عجاج (متوفی ۹۰ھ) اور اس کے بیٹے رُوبہ (متوفی ۱۴۵ھ) سے بھی مروی ہے۔ جن کے رجزیہ

۵۔ الخصائص۔ لابن جنی ج ۲ ص ۲۱۔

ربی زبان کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

ں امر میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ابن احمر عہد جاہلیت کے چند منتخب شعراء میں سے تھے۔ ابن
ملانی کہتے ہیں: کان من شعراء الجاهلیة المعدودین۔ شاعری میں ان کے مرتبے کا اندازہ اس
یا جا سکتا ہے کہ ان کے اشعار اور امرؤ القیس کے اشعار، ایک طبقے کے نزدیک، خلط ملط
، ہیں۔ یعنی شعری محاسن اور تراکیب کے استعمال میں اس قدر مماثلت تھی کہ لوگوں کے لئے
راور امرؤ القیس کے اشعار میں تفریق کرنا دشوار ہو گیا۔ المفضل الضبی (متوفی ١٦٨ھ) نے
ر باہلی کو عظیم ترین شعراء میں شمار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: هٰؤلاء فحول شعراء اهل نجد
ت ذموا ومدحوا وذهبوا فی الشعر کل مذاهب۔ یعنی ابن احمر اہلِ نجد کے ان عظیم شعراء
ا جنہوں نے ہجو بھی کہی ہے اور مدح بھی۔ انھوں نے ہر صنف میں جولانئ طبع دکھائی ہے۔
یدہ (متوفی ٢٠٩ھ) نے ابن احمر کو طبقہ ثالثہ کے شعراء میں شمار کیا ہے۔ ان کے بارے میں
ی (متوفی ٢١٦ھ) کا قول ہے: لیس بفحل ولکنه دون هولاء (الفحول) وفوق طبقته[له]

اصمعی کی اس رائے کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اصمعی فحل کسے کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک فحل الشعراء کی تعریف یہ ہے: انّ له مزیة علی غیره کمزیة الفحل علی الحقاق (فحولة الشعراء ص ١٢)۔ لسان العرب کی تشریح کے مطابق فحل کی یوں تعریف ہے: "کہ جس شاعر نے دوسرے ہم عصر شاعر کے ساتھ شعر سے مقابلہ کیا ہو اور پھر اُس پر غالب بھی آیا ہو۔" خیال رہے کہ ابنِ احمر نے اس قسم کا شعری مقابلہ کسی سے نہیں کیا۔ (فحولة الشعراء ص ٣٤) اس لئے اس نقطۂ نظر سے اس شاعر کو نہیں دیکھا جا سکتا۔ اصمعی بہت بڑے ناقد شعر تھے ان کی رائے اپنے اندر ایک وزن رکھتی ہے۔ انہوں نے شعری محاسن کے اعتبار سے بڑے بڑے عظیم شعراء کو بھی "فحل" کا درجہ نہیں دیا، جیسے الأعشی، عمرو بن کلثوم، عدیّ بن زید، مہلہل، لبید، حارث بن حِلّزہ، الراعی اور ابن مقبل وغیرہ اس کے معیار فحولیت پر پورے نہیں اُترتے تھے۔ ان کے بارے میں اصمعی نے کہا ہے لیس بفحل۔ یہ بھی خیال رہے کہ اصمعی جاہلی شعراء کو مخضرمی اور اسلامی شعراء پر فوقیت دیتے تھے۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر آپ اندازہ لگائیں کہ جس ناقد شعر نے الاعشی اور (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(اگرچہ یہ صفِ اوّل کے شاعر نہیں، ان سے کمتر ہیں لیکن اپنے طبقہ سے برتر ہیں۔ ابن سلام الجمحی (متوفی ۲۳۲ھ) انھیں شعرائے اسلامیین کے طبقۂ ثالثہ میں رکھتے ہیں۔ الآمدی کی مشہور کتاب "المؤتلف والمختلف" کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ابن حبیب (متوفی ۲۴۵ھ) باہلی کے بارے میں یہ رائے رکھتے تھے "کان یتقدم شعراء اھل زمانہ" (کہ وہ اپنے زمانہ کے شعراء میں پیشرو کا مقام رکھتے تھے)۔ پھر ابن حبیب خود ہی بتاتے ہیں کہ انھوں نے مشہور شعراء کے ساتھ ابن احمر کے مکمل حالات لکھے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے کلام کا نمونہ بھی دیا ہے۔ مگر افسوس کہ ہمیں اس کتاب کا کہیں سراغ نہیں ملا۔ ابن احمر خود بھی اعلیٰ درجہ کے ناقد شعر تھے۔ شعر کے بارے میں انھوں نے جو رائے دی ہے وہ ایک لحاظ سے خود ان پر صادق آتی ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص کسی کے بارے میں اظہارِ رائے کرتا ہے تو اس سے خود اس کی لیاقت و اہلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ گویا اس کی رائے خود اپنے بارے میں بھی معیار کا کام دیتی ہے۔ ابن احمر کی رائے میں زھیر اشعر الناس ہے۔[۷] یعنی ان شعراء میں جو اُس وقت تک گزر چکے تھے زھیر ابن ابی سلمیٰ کو شعری محاسن کی بنا پر فوقیت حاصل ہے۔ زھیر کے بارے میں یہ رائے ابن احمر کے ذوقِ شعری کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

ابن احمر کا دیوان

قرائن اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلی، مخضرمی اور اسلامی شعراء کے وہ دواوین جو سینہ بسینہ چلے آرہے تھے یا پھر متفرق اجزاء کی شکل میں موجود تھے، دوسری صدی ہجری میں انھیں باقاعدہ مدون کیا گیا۔[۸] تیسری صدی ہجری میں ابن احمر کے کلام کا مجموعہ دیوان کی شکل

(بقیہ حاشیہ) عمرو بن کلثوم جیسے اصحاب معلقات کو فحل کا درجہ نہیں دیا، باوجود اس کے کہ وہ جاہلی شعراء تھے تو وہ ابن احمر کو یہ درجہ کہاں دیتے۔ مگر ابن احمر کے بارے میں دوسرا قول ہے "ھولاء وفوق طبقتہ" کہہ کر اس کے مقام کو ان مذکورہ بالا شعراء سے کہیں اونچا کر دیا ہے۔

۷۔ جمہرۃ اشعار العرب ص ۳۴، المزھر للسیوطی ط عیسی البابی بمصر ج ۲ ص ۴۸۱

۸۔ الآمدی نے المؤتلف والمختلف میں تقریباً ساٹھ قبائل کے دواوین کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ ان میں اکثر کا وجود نہ تھا۔ مگر جو مجموعے اُس وقت موجود تھے ان میں سے بھی صرف (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ر تھا - احمد بن علی بن احمد بن عباس نجاشی (متوفی ۴۵۰ھ) نے اپنی "کتاب الرجال" میں
ب بن اسحاق بن السکیت (متوفی ۲۴۴ھ) کے تذکرے میں ضمناً ان شعراء کے دواوین کا ذکر
، جو ابن السکیت نے جمع کئے تھے - اس فہرست میں عمرو بن احمر باہلی کا دیوان بھی شامل

تو بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ابن احمر کا دیوان شروع میں موجود تھا اور بڑی حد تک
حصول تھا - کیونکہ متقدمین کے ہاں ابن احمر کے اشعار بکثرت ملتے ہیں جو مختلف مقامات پر
شواہد و امثلہ پیش کئے گئے ہیں - ابن احمر کے دیوان کا ذکر کئی لغویوں کے ہاں بھی موجود
معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابن احمر کے دیوان کو مشکل کلمات اور نادر ترکیبوں کی مشق کے
پنے طلباء کو باقاعدہ سبقاً سبقاً پڑھایا کرتے تھے - جس دیوان کو سبقاً سبقاً پڑھائے جانے
ف حاصل رہا ہو - اس کی نقلوں کی تعداد ظاہر ہے کم نہ ہوگی - جیسا کہ دستور ہے کثرت
سے ابن احمر کے دیوان میں روایتوں کا اختلاف بھی بہت ہوگا - ان امور کی تصدیق ذیل
اقعہ سے ہوتی ہے :

(قال ابو سعید السکری) اخبرنی ابو ذکوان، حدثنا موسٰی بن سعید بن مسلم، قال :
کان ابن الاعرابی یؤدبنا فدخل الأصمعی ونحن نقرأ شعر ابن أحمر :

اغدوا أو اعد الحیّ الزیالا لوجہ لا نرید بہ بدالا

(بقیہ حاشیہ) اشعار ہذیل کے علاوہ چند قبائل کے شعراء کے دواوین ملے ہیں - بہرحال ان مجموعات میں عمرو بن احمر باہلی کے قبیلہ "باھلۃ" کا ایک مجموعہ "کتاب باھلۃ" کے نام سے بھی ملتا ہے - ممکن ہے اس مجموعے میں ابن احمر کے اشعار بھی شامل ہوں - ان دواوین کے جامعین کے متعلق الآمدی نے کچھ نہیں بتایا - البتہ ابن الندیم (م ۳۸۵ھ) نے کتاب الفہرست میں جن ۲۹ مختلف قبائل کے دواوین کا ذکر کیا ہے ان کے جامعین کے نام بھی بتائے ہیں - مگر ابن الندیم کے ہاں اشعار بنی باہلہ کا ذکر نہیں ہے -

- ابن النجاشی : کتاب الرجال ط ایران ، سن طباعت درج نہیں ، ص ۲۵۰ -

الی ان بلغنا الی قولہ :

اری ذا شیبۃ حمال ثقل ؎ وابیض مثل صدر السیف نالا

قال الاصمعی : بالا - فصاح ابن الاعرابی : نالا ، نالا ، بالنون من النوال .....فحدثنی یموت بن المزرع عن ابی امامہ الباھلی وحضر المجلس : ان ابن الاعرابی انتفخ بھذا ، ثم احتال فاحضر نسخۃ فیھا شعر عمرو بن احمر و قد غیر البیت الاول منھا ، فجعلہ :

اغدواً و اعد الحیّ الزیالا وشوقاً لا ئیبالی العیر بالا [10]

ابن احمر باہلی کے دیوان کا ایک نسخہ ابوالفتح عثمان بن جنی (متوفی ۳۹۲ھ) کے پاس بھی تھا، جس کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب "خصائص" میں کیا ہے۔ وہ ابن احمر کے دو اشعار پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ولم یسند ابو زید ھذین البیتین الی ابن احمر ولا الیضاً فی دیوانہ ۔ [11]

ان دو مثالوں سے ہرگز یہ مطلب نہ لینا چاہیئے کہ ابن احمر کے دیوان کی نقلیں صرف انہی حضرات کے پاس تھیں۔ یہ امر بدیہی ہے کہ ابن احمر کا دیوان اتنا ہی عام تھا جتنا امرؤالقیس، اعشیٰ، اخطل

۱۰۔ شرح مایقع فیہ التصحیف والتحریف لابی احمد الحسن بن عبد اللہ بن سعید العسکری ط القاھرۃ ۱۹۶۳م ص ۱۵۲ - ۱۵۳۔

۱۱۔ الخصائص لابن جنی ج ۲ ص ۲۴ ، پتہ نہیں ابو زید الانصاری (م ۲۱۵ھ) نے کیوں ان دونوں شعروں کو ابن احمر کی طرف منسوب نہیں کیا۔ حالانکہ یہ دونوں شعر دیوان میں موجود تھے۔ دیکھئے ابو زید القرشی (م ۱۷۰ھ) نے جمہرۃ اشعار العرب میں عمرو بن احمر باہلی کے مشوبات کا انتخاب کیا تو جس قصیدے میں یہ دونوں شعر ہیں اس کو پورا نقل کیا ہے جو ابن احمر کے اس رائیہ میں سات اشعار کے بعد یہ دونوں شعر موجود ہیں۔ اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ابن جنی بھی کہتے ہیں : ولاھما ایضاً فی دیوانہ ۔ غالباً ان دونوں کے پاس دیوان ابن احمر کے نسخے ناقص تھے۔ کیونکہ ان سے پہلے ابو زید القرشی ان اشعار کو پورے قصیدے کے ساتھ اپنی کتاب میں نقل کر چکے تھے۔

یگر شعراء کے دواوین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آج ان شعراء کے دواوین دستیاب ہیں اور ابن احمر ان حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گیا۔

مشہور لغت نویس حسن بن محمد بن حسن صغانی (متوفی ٦٥٠ھ) کی مؤلفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ے شعراء کے دواوین کے علاوہ ان کے پیشِ نظر ابن احمر کا دیوان بھی تھا۔ اس قیاس کی وجہ یہ ہ صغانی کی کتابوں میں ابن احمر کے اشعار بکثرت پائے جاتے ہیں۔ علامہ صغانی کے مشہور و ف لغت "العباب الزاخر" میں شواہد کے ماقبل اور مابعد کے اشعار بھی موجود ہیں، جب کہ ردں کے ہاں صرف شواہد پر اکتفا کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں العباب میں ابن احمر کے ایسے اشعار وجود ہیں جو لغت و ادب کی دوسری کتابوں میں نہیں ملتے۔

عمرو بن احمر باہلی کے دیوان کا سراغ مشہور مؤرخ مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ (متوفی ٧٦٢ھ) اں بھی ملتا ہے، جیسا کہ عبدالقادر البغدادی کی کتاب خزانۃ الأدب سے ظاہر ہے۔ بغدادی نے تو احمر کے دیوان کے کئی نسخے دیکھے ہیں۔ وہ ابن احمر کے ایک شعر کے پہلے مصرع "بتیهاء قفر و لمیّ کأنہا" کی مختلف روایات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: هذا کلام من لم یقف علی الروایۃ، ستی فی عامۃ نسخ شعرہ (أی شعر ابن أحمر): "أریہم سہیلا والمطیّ کأنہا"۔

باہلی کے دیوان کا ذکر مندرجہ ذیل فہارس میں بھی موجود ہے:

-ابن خلیفہ الاشبیلی: فہرست ماروا ہ عن شیوخہ، ط بیروت ١٩٦٣م، ص ٣٩٣، ٣٩٧۔

١ -حاجی خلیفہ: کشف الظنون ط استنبول ١٣٦٠ھ ج ١ ص ٧٦٤۔

١ -السید الحسین العباسی النبہانی (متوفی بعد ١٠٩٥ھ): التذکار الجامع للآثار (خطی) صیغہ مصورات کتب خانہ ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ورق ٥٦۔

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دیگر نوادر کے ساتھ ابن احمر باہلی کا دیوان بھی دست ردزمانہ کی نذر ہو گیا۔ چنانچہ آج ہمیں دنیا کے کسی کتب خانہ کی مطبوعہ فہرست یا عربی زبان کے نطوطات کے دستیاب ذخیروں میں ابن احمر کے دیوان کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس شاعر کے اشعار کو کیوں جمع کر کے ایک دیوان کی شکل دی جائے۔ نو بخوبی معلوم ہے کہ باہلی ایک مخضرمی شاعر تھے اور انھوں نے اسلام لانے کے بعد بھی بہت سے شعر

کئے۔ خلفائے راشدین کی مدح میں بھی کلام چھوڑا ہے۔ ایسے شاعر کے کلام کو محفوظ کرنا ایک مفید علمی کام ہوگا۔ ابن احمر باہلی کے اشعار کو جمع کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ؛

۱۔ یہ اس عہد کے شاعر ہیں جس میں رسول مقبولؐ اور خلفائے راشدین نے زندگی بسر کی۔ چنانچہ ان کے کلام سے اس عہد کے بارے میں بہت سی معلومات منظرِ عام پر آسکتی ہیں۔

۲۔ قرآن کریم کی زبان اور ترکیبوں کو سمجھنے کے لئے اس عہد کے عربی لٹریچر کا مطالعہ بہت ضروری ہے کلمات کی تشریح اور مخصوص معانی اس عہد کے اشعار میں کسی حد تک عمدگی سے محفوظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متقدمین نے قرآن فہمی کے لئے جن شعراء کے کلام کو خاص طور پر مدنظر رکھا ہے ان میں عمرو بن احمر باہلی بھی شامل ہیں۔ تفسیر، علوم القرآن کتب حدیث کی شرحوں میں ابن احمر کے کلام کا معتد حصہ بطور شواہد پیش کیا گیا ہے۔ اس شاعر کے اشعار قرآن و حدیث کی زبان سمجھنے میں کافی ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور پھر اس عہد کی نحوی تراکیب، محاورے اور روزمرے جو عموماً اشعار میں سموئے ہوئے ہیں، اس عہد کی لسانی و ادبی تصویر پیش کرتے ہیں۔

۳۔ تاریخی واقعات جس طرح تاریخ کی کتابوں میں موجود ہوتے ہیں، ان کے علاوہ بین السطور بھی کچھ واقعات ہوتے ہیں جن سے بعض اوقات مؤرخ دانستہ یا نادانستہ طور پر اعراض کر جاتا ہے۔ مگر اس عہد کا شاعر نہایت خوش اسلوبی سے ان کی طرف اشارہ کر جاتا ہے۔ اور یہی اشارات آنے والے دور میں ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہوتے ہیں۔

ابن احمر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے درمیان رہے۔ کئی واقعات خود ان پر گزرے، کئی واقعات اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور بہت سے واقعات اُنھوں نے مستند ذرائع سے سُنے۔ یہ واقعات اپنی سچی تصویر کے ساتھ ابن احمر کے اشعار میں جگہ پا گئے۔ ابن احمر سپاہی تھے، بہت سی جنگوں میں انھوں نے حصہ لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں اہل روم کے خلاف کئی لڑائیوں میں شامل رہے۔ ان کے کلام میں ان جنگوں اور دوسرے اہم واقعات کی تصویر کشی ایک فطری امر ہے۔ بلا شبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابن احمر کا دیوان ایک بیش قیمت سرمایہ ہے۔ جس سے تاریخ کے بہت سے گوشے روشن ہو سکتے ہیں۔

۴۔ ابن احمر نجد کے شاعر تھے۔ اور بدقسمتی سے یہ وہ علاقہ ہے جس کی طرف آثارِ قدیمہ کے ماہرین

نے کما حقہ توجہ نہیں کی۔ بہرحال اب سعودی عرب کے معروف جغرافیہ دان جناب حمد الجاسر جو رسالہ "العرب" کے مدیر اعلیٰ ہیں، ان کی خصوصی توجہ سے اس خطہ کے آثار قدیمہ کی کھدائی کا کام شروع ہوا ہے۔ نجد اور اس کے گرد و نواح میں بہت سی بستیاں تھیں جو اب صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں۔ بہت سے مقامات اور وادیاں اب کہیں نظر نہیں آتیں۔ مگر عربوں کے قدیم لٹریچر میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس دور کے ادب کا بہت سا حصہ شاعری میں ہے۔ انہی وادیوں اور بستیوں میں اس علاقہ کے شعراء گھومتے پھرتے تھے۔ ان نیست و نابود وادیوں کو صرف ان شاعروں کے کلام میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں ابن احمر کے شعر نجد اور اس کے گرد و نواح کے مقامات کی تعیین کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کئی مقامات کے محل وقوع کے سلسلے میں ابن احمر کا کلام بہت ہی مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ مربوط شکل میں کلام جمع ہو جانے کے بعد تو ان مقامات کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے کوئی شخص یہ سوال کرے کہ کیا ابن احمر نے اس قسم کی معلومات بہم پہنچائی ہیں؟ اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا کافی ہو گا کہ قدیم جغرافیہ نویسوں نے دوسرے شعراء کے علاوہ ابن احمر کے بھی کئی اشعار کو بعض مقامات کی نشاندہی کے لئے بطور شواہد پیش کیا ہے۔ بلکہ کچھ مقامات کی تعیین تو صرف ابن احمر کے اشعار ہی سے کی گئی ہے۔ [11]

۷۔ عربی زبان کے اس عظیم شاعر کو جو عموماً شاذ اور مشکل الفاظ کا استعمال پسند کرتا تھا یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے بہت سے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں جن کا وجود اس سے قبل کی عربی زبان میں نہیں ملتا۔ اس امر کا اعتراف کئی لغویوں نے کیا ہے۔ "غریب کلمات" کے استعمال

۱۱۔ آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ البکری نے معجم ما استعجم میں ابن احمر کے اشعار کو ۴۶ مختلف صفحات پر مختلف مقامات کی تعیین و توصیف (PERSCRIPTION) کے لئے پیش کیا ہے۔ اسی مقصد کے لئے یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں بہت سے اشعار دیئے ہیں۔ علاوہ بریں لسان العرب، تاج العروس، تہذیب اللغۃ اور العباب الزاخر جیسی لغت کی کتابوں میں ابن احمر کے کئی شعر مقامات کی تعیین و توصیف کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔

پر لغت اور ادب کی کتابوں میں کئی مقامات پر ابن احمر کی ستائش کی گئی ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ لا أعلم أحداً أتی بها إلا ابن احمر الباهلی[13]۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ابن الاحمر الباہلی کے سوا کسی اور نے بھی ان الفاظ کو اس سے پہلے شعر میں استعمال کیا ہے۔

۶۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ، ابن احمر اہلِ وبر کے شاعر تھے اور ان کی زبان خالص عربی تھی۔ا لئے ضروری ہے کہ اس عظیم شاعر کی خدمات کو سراہا جائے اور اس کے کلام کو جمع کر کے ا محفوظ کیا جائے۔

شعر کے ضائع شدہ سرمائے کو اس طرح زندہ کرنے کا سہرا پاک وہند کے ممتاز عالم، کے پروفیسر مولانا عبدالعزیز المیمنی کے سر ہے، جنھوں نے سب سے پہلے اس امر کی طرف دنیائے ع کی توجہ مبذول کرائی۔ ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چل کر دیگر حضرات کی طرح میں نے بھی اس ض اور اہم کام کو اُستاد محترم میمن صاحب ہی کی نگرانی میں ۱۹۶۵ء میں لاہور میں شروع کیا تھا۔ ا اب اللہ کے فضل سے ابن احمر کے باقیات ایک دیوان کی شکل میں جمع ہو چکے ہیں۔ میں نے یہ اشعار ذیل کتب سے جمع کئے ہیں۔ ان میں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ مخطوطات سے بھی مدد لی گئی ہے:

ا - عربی زبان کے لغات۔

ب - عربی ادب کی کلاسیکل کتابیں۔

ج - عربی زبان کی قواعد اور تنقید کی کتابیں۔

د - تاریخ اور جغرافیہ کی کتابیں جن میں شعری سرمایہ موجود ہے۔

ہ - قرآن کریم کی تفاسیر، علوم القرآن پر مختلف کتب اور احادیث کی شرحیں۔

و - عربی اشعار کے مختلف مجموعے۔

ز - مختلف شعراء کے دواوین کی شروح۔

ان کتابوں سے ابن احمر کے اشعار کو ان کی مختلف روایات کے ساتھ جمع کر لیا گیا ہے۔

۱۳- دیکھئے الخصائص ج ۲ ص ۲۱، اور اصمعی نے تو کئی جگہوں پر کہا ہے۔ لسان العرب کافی الفاظ ہیں جن کے ضمن میں یہ توصیفی کلمات آئے ہیں۔

و اصل قرار دے کر باقی روایات کو حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔ مشکل الفاظ کی تشریح کی گئی
اس مقصد کے لئے جو شواہد میسر آسکے ہیں، جمع کئے گئے ہیں۔ اعلام کے تراجم اور مجمل واقعات
ل فراہم کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اشعار کو جمع کرنے کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی یہ تمام اشعار ابن احمر
کے ہیں جبکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی شاعر ابن احمر نامی موجود ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ان کا
شاعر کے ساتھ مل گیا ہو۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ابن احمر نامی شعراء کا جائزہ لینا
اس کے بعد اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہیئے۔

مدی نے اپنی کتاب 'المؤتلف والمختلف' میں ابن احمر نامی چار شعراء کا ذکر کیا ہے:

رو بن احمر بن العمرد الباہلی۔ یہی صاحب ہیں جن کا کلام ہم نے جمع کیا ہے۔

بن احمر البجلی: قدیم اسلامی شاعر ہیں۔

بن احمر الکنانی: ان کا نام حُنَیٌّ ہے، یہ جاہلی شاعر ہیں۔

بن احمر الإیادی۔

خر الذکر تینوں شعراء کا ذکر کتب ادب میں ان کی نسبت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یعنی پہلے کو
دوسرے کو الکنانی اور تیسرے کو الإیادی۔ لیکن ان کے برعکس عمرو بن احمر بن العمرد کو ابن
رو بن احمر، عمرو بن احمر الباہلی اور ابن احمر الباہلی چار طریقوں سے ذکر کرتے ہیں۔

ن شعراء میں ابن احمر الإیادی کا ایک شعر کے علاوہ اور کچھ کلام نہیں ملا۔ الآمدی کہتے ہیں:

لم یقع الیّ من شعره کثیر شیئ الا انی وجدت له فی کتاب إیاد بیتاً واحداً وهو:

هل ینهینک عن نوك وعن حمق ... من بالجزیرة من مُهَدٍ ومن دعمی

علاوہ باقی دونوں شاعروں کے کلام کے وجود کی نفی تو کسی کتاب میں موجود نہیں البتہ ان
کا فقدان اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے مجموعے بھی کسی طرح دست بُردِ زمانہ کی نذر ہو
وہ تھے ہی کم گو، اور ان کے اشعار محفوظ نہیں رکھے گئے، صرف ان کے نام آج باقی ہیں۔ ابن
اور حنیّ بن احمر الکنانی کے دو شعر ابن منظور نے لسان العرب میں دیئے ہیں۔ مگر جہاں
شعر لکھے ہیں وہاں ان کے ناموں کے ساتھ البجلی یا الکنانی ضرور لکھا ہے۔ اور پھر ان

چاروں شعراء کے اَدوار میں فرق ہونے کی وجہ سے ان کا کلام ایک دوسرے سے بالکل ممیز ہے۔ ابن احمر الباہلی کی مشکل تراکیب اور غریب کلمات میں دوسرے شعراء کے کلام کے اختلاط کی بہت کم گنجائش ہو سکتی ہے۔ مؤخر الذکر تین شعراء کے کلام کے وجود کی نفی یوں بھی ہو جاتی ہے کہ ان کے دواوین کا کسی نے آج تک ذکر نہیں کیا۔ مگر اس کے برعکس ابن احمر باہلی کے دیوان کا ذکر کثرت سے آتا ہے۔ ایک جگہ ابن احمر کے نام سے دیئے گئے اشعار دوسری جگہ ابن احمر باہلی کے تحت اور تیسری جگہ عمرو بن احمر باہلی کے تحت پائے جاتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جو کلام ہم نے جمع کیا ہے وہ عمرو بن احمر باہلی کا ہی ہے۔

ابن احمر ان شعراء میں سے نہ تھے جو کثرت سے شعر کہتے ہیں۔ وہ ضرورت کے مطابق صرف عمدہ شعر کہنے کو روا رکھتے ہیں۔ اگرچہ لغت وادب کی کتابوں میں شاذ کلمات کی بنا پر ابن احمر کا بیشتر کلام محفوظ ہو گیا ہے۔ مگر اُن اشعار کے بارے کیسے علم ہو جن میں غریب کلمات کا استعمال نہیں ہُوا، یا جو نہایت سہل اور آسان زبان میں تھے، یا جو بعض کتب میں وارد تو ہوئے مگر وہ کتابیں اس وقت صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ ہم نے جمع کیا ہے وہ ان کا کل کلام ہے۔ بلکہ یہ اس کا ایک حصہ ہے اور باقی اشعار ضائع ہو چکے ہیں۔ اس امر کا پتہ یوں چلتا ہے کہ ادب ولغت کی کتابوں میں ابن احمر کے کئی اشعار سے پہلے یوں لکھا ہُوا ملتا ہے۔ من قصیدۃ طویلۃ مگر بعد میں صرف چند اشعار ملتے ہیں۔ اسی طرح بعض قصائد کے صرف دو یا ایک شعر کا ہمیں پتہ چلا ہے باقی سارے کا سارا قصیدہ ناپید ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کلام کا کتنا حصہ ضائع ہو گیا اور کتنا باقی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے اس مجموعے میں ساڑھے چھ سو کے قریب اشعار جمع ہو گئے ہیں۔